الحبية عائدة الى ومنه هذا السير
علما او حالا او نشأة واما غيره
فليس له فى هذا القسم نصيب
ومنها انه لا يكون السبب
الحقيقى لانتقال الفرد من نشأة
الى نشأة الا لمحبة .الذاتية
تفصيل ذلک ان الفرد اذا ورد
فى مستودع فلا بد ان يلفت
زمانا الا احكام تلک النشأة
فيصل الى ذروة سنامها ويقتعد
غاربها ويظهر منه مالا يظهر من
غيره ثم بعد ذلک لابد ان ينفض
تلک النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفض عنه
النشأة الجنينة فاذا حان النفض
تذكر النقطة الحبية فيه مقر الغرو
حين البساطة وتشتاق اليه اشد
الاشتياق فهيمانها لنفسها هى
المحبة الذاتية ومن خاصيتها ان
ينقطع عنه عروق تلک النشأة
فيموت وينفک نسمة عن جسد
الكشيف الاوصى واذا حان
انفكاک روحه عن نسمته
الهوائية عاد اليه ذلک الهيمان

اس کی حقیقت ہے نقطہ حبیہ عود کرنے
والا طرف اس شئے کے جس سے یہ سیر
ہے علمًا یا حالاً یا نشاۃً اور اس کے غیر کے
واسطے اس میں نصیب نہیں ہے اور بعض
ان میں سے یہ ہے کہ نہیں ہوتا سبب
حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاء سے
دوسرے نشاء کی طرف مگر محبت ذاتیہ اس
کی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد
ہوتا ہے مستودع میں تو ضرور ہے اس کو
کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاء کے
احکام کی طرف پس واصل ہوسکے اعلیٰ بلندی کو
اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر ہوں
جو اس کے غیر سے نہ ظاہر ہوں پھر بعد اس
کے ضرور ہے کہ یہ نشاء اس کو اپنے میں سے
نکال دے جیسے بچہ اپنی ماں کے شکم میں سے
نکلتا ہے اور دور ہوجاتا ہے اس سے نشاء بچہ
پن کا تو جب وقت ہو دور ہوجانے کا تو یاد
دلائے نقطہ حبیہ اس میں مقر عزت اور خیر
بساطت کو اور مشتاق ہو اس کا نہایت
شوق سے پس اس کا جوش اس کے نفس
کے واسطے وہ ہے محبت ذاتیہ ہے اور اس
کی خاصیتوں سے ہے کہ اس سے منقطع
ہوجائیں عروق اس نشاء کے پس وہ مر
جائے اور رہا ہوجائے اس کی روح اس کے
جسم کثیف سے خالی اور جب وقت ہو
اس کی روح کے انفکاک کا نسمہ ہوائیہ سے

ولنفض واذا حان انفقاء روحه عاد اليه ايضا وهلم جراحتى تصيل النقطة الى حيزها وموضع بساطتها ومقر عنها اما اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففى الانبياء ظاهر واما فى غيرهم فمناصب وراثة الانبياء كالمجددية والقطبية فظهور آثارها واحكامها والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين واصفات كل مقام حصل لكل انسان مذ خلق الخلق وظهور رقائق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها ووفور آثار كل رقيقة بحيث لا يشغله شان عن شان واما اقتعاد غارب النشأة النسمية فمنه ان يكون معدا الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى التدلى الاعظم الممتلى منه الطبيعة الكلية وان يكون جارحة فى افاضة الصور الخارجية والوقائع الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام ولا منصب انما كل شئ له بلسان رقيقة وعلى حال تدلى

عود کرے اس کی طرف وہ سر گشتگی محبت اور بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اس کی روح کا تو بھی اس کی طرف عود کرے اور اسی طرح عود ہوتی چلی جائیں جب تک پہنچے نقطہ اپنے حیز کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرار گاہ عزت کو لیکن ٹھرنا نہایت میں نشاء جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور ان کے سوا میں پس منصب وراثت انبیاء کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت اور ان کے آثار واحکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم وحال کے اور جمع درمیان صفا کیوں ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے جیسے پیدا ہوتی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقایق کا اور متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اس کے مناسب ہے اور زیادتی آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اس کو ایک حال دوسرے حال سے اور لیکن ٹھرنا بلندی پر نشاء نسمیہ کا پس اس سے ہے یہ کہ معد ہو واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم کے جس سے پر ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ اعضا ہوجاوے وافاضہ میں در خارجیہ کے اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے کوئی حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اس کے ہے ساتھ زبان رقیقہ کے اور اوپر حال تدلی کے لیکن

لكنه العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هذا ينبغي ان يحمل كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات العالية والمناصب الشامخة وقد نبهناك على جماع كلامه وملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لا بد ان يظهر تلك الآثار منه وليس له ان يكج نفسه عنها لانها جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية لحذو حذوها من العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطريق المنسوبة الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية يحذوا حذوها من المعلوم الكسبية التصانيف ورائ خاص فى كل علم يبلغ اليه نظره ابا كان سواء كان معقولا او منقولا ورقيقة زهرية يحذوا حذوها الجمال والمحبة لحب كل احد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة شمسية يحذو حذوها الغلبة والظهور على

عالم تمام نہیں ڈھانکتا اس کو حال اور نہ منصب جز این نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اس کے ہیں پس بنا بریں چاہیئے یہ کہ حمل کیا جائے ہر کلام فرد کا اس شے سے جو خبر دی اس کے قیام کے تدبیرات عالیہ ومناصب بلند سے اور ہم آگاہ رہ چکے ہیں تجھ کو جامع کلام اور اصل سے اس کے اگر تو سمجھدار ہے اور اس میں دس رقائق ظاہرہ بارزہ ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر وحکم خاص ہے ضرور ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا اس کو کہ روکے اپنے نفس کو ان سے اس واسطے کہ وہ جبلت ہے، سرشت ہوئی ہے اوپر ان کے رقیقہ قمریہ ہے جو مقابل ہے علوم کسبیہ کے یعنی علم حدیث اور برکات طریقوں سے جو منسوب ہیں مشائخ صوفیہ کی طرف اور ایک رقیقہ عطارد یہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف ورائے خاص سے ہر علم میں کہ اس کی نظر پہنچی اس میں کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال ومحبت کے کہ وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اس کو دوست رکھتا ہے اس حیثیت سے کہ دونوں کو معلوم نہیں اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر

الكل معنى واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحدانى ورقيقة مريخية يحذوا حذوها من كل كمال التاصل والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شئ مهلهلا ضعيف النسج ورقيقة مشترية يحذوا حذوها قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيما يتقربون الى ربهم ورقيقة زحلية يحذوا حذوها من كل رقيقة بقاؤ تاصل ونفود مدى الازمنة وايضا تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الاعلى يحذوا حذوها همة محيطة بجميع ما يلصق به هي شبح لنظر الله عصمة له ورقيقة من الملاء السافل يحذوا حذوها نور يدخل فى يديه ورجليه وعينيه وجميع اعضائه ورقيقة من التدلى الالهى المتدلى الى عباد الله ينشعب منه شعبتان نور النبوة وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا قدسية لا يشغلها شان عن شان ولا ياتى عليه حال من الاحوال الى

معناً و استحقاقاً و حفظاً ساتھ تمام خلقت اللہ کی تحت ہیں حکم وحدانی کی ہیں اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے کہ اس کے مقابل ہے ہر کمال سے تاصل اور سختی و رسوخ اگر وہ نہ ہوتا تو ہر شے ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ مقابل ہے اس کے قطبیت و امامت اور ہدایت اور ہونا اس کا لوگوں کا مرجع جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈھیں اور ایک رقیقہ ہے زحلیہ اس کے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ملاء اعلیٰ سے اور اس کے مقابل ہے ہمت جو محیط ہے ان سب چیزوں کو اس سے لگی ہوئی ہیں وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اس کی عصمت کا اس کے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا مقابل ہے اس کے نور جو داخل ہوتا ہے اس کے ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے اللہ کے بندوں کی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اس کے اس کا نفس بالکل نفس قدسیہ پیدا ہوا ہے کہ نہیں روکتی اس کو کوئی شان کسی شان سے اور اس پر کوئی حال نہیں آتا

التجرد الی النقطة الکلیة الا وهو خبیر بها الان وانما الآتی تفصیل لاجمال او شرح نقطة بدورة ولیس صدور الکرامات من الفرد کصدورها عن غیره فان غیره یصدر منه الاثار والخوارق بغلبة حالة فیه حیث تحکمت علی طبقات وجوده وتسلطت ولم یکن العمدة الا هی اما الفرد فکل جزء مه مستقل علی شاکلته وذلک انک قد علمت ان فیه رقائق کلیة جملیة وجاءت من قبل الاسماء الهیة ورقائق جاءت من قبل نفوس الافلاک وطبایعها ورقائق جاءت من قبل العناصر ورقائق جاءت من قبل تصنف الکمال الحاصل له اصنافا فلا یتسلط جزء علی جزا آخر قط فلا تنعزل البهیمة عن مقتضاءها ابدا بنسلط الملکیة علیها ولا تنعزل الملکیة عن مقتضاها ابدا بتسلط البهیمیة علیها ولا یکون متجرد الشئ من الکمال بحیث یمحق اثر کمال آخر بل کل عنده بمقدار

احوال سے وقت تجرد کے طرف نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے اس آن اور تحقیق آنے والا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ دورہ کے اور فرد سے ایسی کراماتیں صادر نہیں ہوتیں جیسے اس کے غیر سے کیونکہ اس کے غیر سے آثار اور کراماتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اس حالت کے جو اس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اس کے طبقات وفود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اس لیے ہے کہ تم جان چکے ہو کہ اس میں رقایق کلیہ جملیہ ہیں کہ آئے ہیں اسماء اللہ کی طرف سے اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ آئے ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا ایک جز دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمت کبھی اپنے مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اس پر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول ہوتی ہے کبھی بہیمت کے تسلط سے اس پر اور کبھی متبحر نہیں ہوتا کسی کمال کے واسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہوجانے بلکہ اس کے نزدیک ہر شے

فاذا ظهر منه خارق عادة فاحد وجهين احدهما ان يكون المدير الحق اراده بعباده ايصال نفع دنيوى او اخروى او دفع ضرر كذلك او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجرى على يديه وينسب الخرق اليه وهو فى الحقيقة كالميت فى يد الغسال لا اختيار له فى ذلك وثانيهما ان ترجع هذا الفردُ الى عقله وحكمته وفراسته فاذا اراى شيئا فيه نفع له او لغيره بسط رقيقه من رقائقة الى ما يناسب هذا الشئ فظهر خارق عادة فى الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما سياتى من الوقائع فبسط رقيقة من رقائقه وهى القمرية فتلقت علما والقاه اليهم واراد تسخير قوم فبسط رقيقة من رقائقه وهى الشمسية فسخرت وهلم حراو من خواص الفرد فى الحبوة الدنيا انه يتاتى له ان يعبد ربه بجميع اخلاقه وجميع طبائع وذلک ان الانسان فى مجرى العادة بفعل افعال

اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادت ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدیر حق اپنے بندوں کو نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا یا ان کے افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور وہ شخص کی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحال یہ کہ وہ فرد مانند مدہ کے ہے غسال کے ہاتھ میں اسے اس میں کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت وفراست کی طرف پس جب دیکھے کہ کسی شے میں اس کو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اس کے رقایق میں سے کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنے والے ہیں ان کی لوگوں کو خبر کرے تو بسط کرے اس کا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگوں کو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ رقایق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسی طرح اور جہاں تک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور یہ امر اس لئے ہے کہ عادت میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے

الشجاعة لداعية ترجع الى جلب
نفع او دفع ضر دينويين فاذا
كان العبد فردا انعقد فى املاء
الاعلى حكم من احكام الحق
فترشح منه اثر الى النفس
وانبعث الداعية وخدمها خلق من
اخلاقه فجرت الافعال وهو فى
كل ذلک فان ان عن مراده باق
بمراد الحق فهذا معنى عبادته
باخلاقه والانسان له طبائع
ولكل طبيعة فنأ وبقاء وكمال
تؤتاه من ربه وافعال يجرى منها
بفناءها فى الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال
بالطبيعة البشرية بحسب ذلک
الكوكب كما ان الطبيعة الزهرية
بحسب النسمية تقتضى ان يلتذ
كل حسن بالجمال الذى خصه
الله تعالى به ويرى فى كل لذة
وبهجته انقيادا الى الله واخباتا
له فيكون الحسائس بلذاتها
والاشياء التى يلتذ بها كلها
السنة تذكر الله تعالىٰ فيحصل
له حالة عجيبة يستغرق فيها
ويسكر حينا من الدهر وقس

واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا
دفع ضرر ہو دنیا کا تو بندہ جب فرد ہوتا ہے
تو ملاء اعلیٰ میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق
کے احکاموں سے اس کا اثر مترشح ہوتا
ہے نفس کی طرف تو اٹھتا ہے داعیہ اور
اس کی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اس کے
اخلاق میں سے تو جاری ہوتے ہیں فعل اور
وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے اللہ کی
مراد میں باقی ہے تو یہ معنی ہیں اس کی
عبادت کے بجمیع اخلاقہ کے اور انسان کے
واسطے طبائع ہیں اور ہر طبع کے واسطے فنا
وبقا ہے اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ
کی طرف سے دیا گیا ہے اور افعال ہیں جو
اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جب
اس کو فنا کرے خدا میں اور تجلیات معنوی
ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشری
کے حاصل ہوتی ہیں موافق اس کوکب کے
جیسے طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ مقتضی ہے
کہ لذت اٹھائے حسن سے اس جمال کی جس
سے اللہ نے اسے خاص کیا ہے اور دیکھے
ہر لذت اور ہر خوشی میں تابعداری اللہ کی اور
فروتنی اس کے آگے بس ہوجائیں سب حواس ساتھ
لذتوں کے اور ہر شے جس سے لذت
اٹھاتا ہے سب کے سب زبانیں واسطے
یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے تو حاصل ہو اس کو
ایک عجیب حالت کہ اس میں مستغرق
ہوجائے اور سکر میں آجائے کچھ عرصہ اور

على ذلك كل طبيعة وان شئت الحق فعبادة نريه فى حقه جريان منه على مقتضى طبيعه والله حافظه واذا اتاه زجر على فعل فسببه مخالفته فى ذلك المباس البسه الله تعالى ومن خواصه فى البرزخ انه اذا انتقل عن هذا البدن هام الى الطبيعة العامة التى نهم كل موجود هيمان النفس الناطقة الى بدنها الا ان هيمانها هيمان تدبير و هيمانه هيمان عشق فحينئذ يسرى فى أجزاء العالم بهمته ففى الحجر حجر وفى الشجر شجر وفى الفلك فلك وفى الملك ملك لا يصده طور عن طور كهيئة الطبيعة المطلقة وحينئذ ربما كان من هذا الفرد آثارا عجيبة وحكام غريبة، فمنها انه يعلم بالعلم الحضورى انه القيم بالطبيعة الاولى كما ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد ولا يعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلك بعلم حصولى كما يعلم ان فلانا

اسی پر قیاس کر لے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اس کی عبادت اپنے رب کے لیے اس کے حق میں مقتضائے طبیعت کا اس کی جاری ہوتا ہے اور اللہ اس کا حافظ ہے اور جس وقت کسی فعل پر اس کو زجر آئے تو اس کا سبب اس کی مخالفت اس امر میں بسبب اس لباس کے ہے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص سے ہے عالم برزخ میں یہ کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کا بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیر ہے اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے تو اس وقت سرایت کرتا ہے اپنی ہمت سے اجزائے عالم میں تو حجر میں حجر ہے اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے اور ملک میں ملک ہے نہیں روکتا ہے اس کو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اس وقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہیں بس ان میں سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولیٰ کو قائم رکھنے والا ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہیں جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے

الاجنبی ابن فلان ومنها ان هذه الحقیقة ربما صارت معدة لبعض التدبیر الکلی فبرز بروزا فی بعض المواطن ویکون سببا لافاضة البرکات شعر ومن یعد هذا ما فدق وصفاته + وما کتمه اخطی لدی واجمل تحقیق فی بیان قول السید عبدالسلام بن بشیش قدس سره علی مشرب القوم اللهم اجعل الحجاب الاعظم حیاة روحی وروحه سر حقیقی وحقیقة جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتهی المراد بالحجاب الاعظم ذات النبی صلی الله علیه وسلم کما دل علیه قوله قدس سره فیما سبق وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقیقة علیه الصلوٰة والسلام اول المبدعات واعظمها کما ذکره القوم فی قوله صلی الله علیه وسلم اول ما خلق الله نوری ومنها انشعبت الحقائق فهی الواسطة بینه وبینها وروحه نبی الانبیاء فان ارواحهم انما

بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلاں ہے اور ان میں سے ہے یہ کہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے بعض تدبیر کلی کی پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا شعر ومن بعد ہذا ما تدق صفاتہ + وما کتمہ اخطی لدیٔ واجمل- یعنی اس کے بعد اس کی صفتیں ظاہر نہیں کی جاتیں اور میرے نزدیک اس کا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے تحقیق بیان میں قول سید عبدالسلام بن بشیش قدس سرہ کے وہ قول یہ ہے اللھم اجعل الحجاب حیاۃ روحی وروحہ سر حقیقی وحقیقۃ جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتہی حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر ان قدس سرہ کا یہ قول وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک جس کا پہلے بیان ہو اور تحقیق ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اس واسطے کہ حقیقت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اول مخلوقات اور اعظم ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور اس سے منشعب ہوئیں حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی

اخذت العلوم والمعارف بواسطة
روحه فكما ان النبى ترجمان
الحق فى قومه والواسطة بينه
وبينهم فكذلك روحه صلى الله
عليه وسلم ترجمان الحق فى
الارواح والواسطة بينه وبينهما
وفى قوله عن من قائل فكيف
اذا جئنا من كل امة بشهيد
وجئنا بك على هولاء شهيدا
اشارة الى هذا المعنى بناء على
ان هولاء اشارة الى الشهداء
وصورته الظاهرة فى الناسوت
التى عليها ظهرت المعجزات
وبنيت على لسانها المعارف
والاحكام واسطة بين الحق وخلقه
وسبب لقربهم منه وظهر مما بينا
ان له صلى الله عليه وسلم ثلث
نشات كلية وثلثة اصناف من
التوسط بحسب تلك النشات
فاولها مرتبة تسمى عند الطائفة
بالحقيقة المحمدية وهى تعين
كلى فى الخارج لاحكام الاسماء
الكلية وثانيها مرتبة عندهم
بالروح المحمدى وهى التعين
المجازى للحقيقة المحمدية عند

الانبیاء ہے کہ بیشک انبیا کی ارواح نے
اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے ہیں روح
مبارک کے پس جس طرح نبی ترجمان حق
ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں
اور قوم میں اسی طرح روح مکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح میں
اور واسطہ ہے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ
اس قول اللہ تعالیٰ کے فکیف اذا جئنا من
کل امۃ بشہید وجئنا بک علیٰ ہولاء شہیدا
اشارہ کی طرف اس معنی کے بنابرین کہ
ہولاء اشارہ ہے طرف شہدا کے اور ان کی
صورت ظاہرہ ناسوت میں جس سے
معجزے ظاہر ہوئے اور اس صورت کی
زبان سے بیان ہوئے معارف اور احکام
واسطہ ہے درمیان حق کے اور اس کی
مخلوق کے اور سبب ہے مخلوق کے قرب
کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہم نے
بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم
کے ہیں توسطات موافق تین نشات کے
تو اول وہ مرتبہ ہے جس کو قوم حقیقت
محمدیہ کہتی ہے اور وہ ایک تعین کلی ہے
خارج میں واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور
دوسرا ان میں سے مرتبہ ہے جس کا نام
ان کے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ

انفسار الانسان الکلی فی ظاهره وتقیداته وثالثها النشاة الناسوتیة المنوطة بها الکمالات الظاهرة بعد بعثة الی الخلق علی راس اربعین سنة من عمره من اقامة الامة العوجاء وفتح ابصار عمی وآذان صم وقلوب غلف حتی یشهدوا بالوحدانیة ویتهذبوا ویعلموا احکام الله المتعلقة بافعال المکلفین وغیر ذلک من المعاف والجلیلة واکمل الاولیاء من کان قلب خاتم الانبیاء صلی الله علیه وسلم فی تلک النشآت الثلث لکن الحقائق الجزئیة المستعدة لکمالات المحبة والمحبوبیة وما یضاهیهما لا یتعین الابعد انحیاز الانسان الکلی بحیاله فاول تعینها فی الخارج یضاهی ویسامت التعین الروحی من الحقائق الکلیة فلا یظهر مدد الحقیقة المحمدیة الواصل الی الحقائق الجزئیة الا عند تعینها وتکون الجامعیة میراثا عنها وانعقاد الاستعدادات هنالک میرانا عن الروح المحمدی فیکون مرتبة

تعین مجازی ہے حقیقت محمد کے وقت منفسر ہونے انسان کلی کی طرف اپنے مظاہر اور تقیدات کی اور تیسرا ان میں نشاۃ ناسوتیہ ہے جس سے وابستہ ہیں کمالات ظاہری بعد نبی ہونے کے خلقت کی طرف جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہوں کو راہ پر لانے اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو ہدایت بخشنے کے واسطے تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دیں اور تہذیب پائیں اور جانیں اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اس کے سوا اور معارف جلیلیہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینوں عالم میں لیکن حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور جو ان دو کے مانند ہیں نہیں متعین ہوتی مگر بعد حیز از ختیار کرنے انسان کلی کے اس کے مقابل میں پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج میں مشابہ اور ہم وش ہے تعین روحی کے جو حقایق کلیہ سے ہے پس نہیں ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہے طرف حقائق جزیہ کے مگر وقت اس کے تعین کے اور جامعت کے میراث حقیقت محمدیہ کے او معتقد ہونا استعداد کا یہاں باعتبار میراث روح محمدیہ

العطايا واحدة واسرار وجودها
متعددة فاذا تمهد هذا فنقول
الشيخ قدس سره يتبهل الى ربه
تبارک وتعالیٰ بلسان استعداده
ان يجعله من ورثة سيدنا ومولانا
محمد صلى الله عليه وسلم
بحسب النشات الثلث وكمالاتها
المختصة بكل عنها فعبر عن
سواله ميراثه من الكمالات
الناسوتية وبقوله اللهم اجعل
الحجاب الاعظم حيوة روحى
اعنى بها الروح المنفوخة فى
البدن المدبرة له المريدة لحس
والحركة وهى فى الافراد
والجزئية المستعدة لكمالات
الجزئية التى اشرنا اليها بازاء
الصورة الناسوتية فى الافراد
الكلية المستعدة للكمالات
الجمعية ولا يخفى حسن تشبيه
المدد الواصل منه صلى الله
عليه وسلم الى روح هذا
المستفيد بالحيوة التى هى كمال
اول الروح وعبر عن سواله ميراثه
من الكمالات الروحية بقوله
وروحه سر حقيقى وذلک لان

سے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار ان
کے وجود کے متعدد جب یہ بات بیان
ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ
تضرع وزاری کرتا ہے رب تبارک وتعالیٰ
سے برزبان اپنی استعداد کے کہ اللہ اس
کو کرے وارثوں سے سیدنا ومولانا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے بحسب نشاۃ ثلثہ کے
اور ان کے کمالات مختصہ کے جو ہر ایک
میں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال سے
میراث کو اس کے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کے ساتھ اللہم اجعل الحجاب الاعظم
حیوۃ روحی کہ مراد اس سے روح ہے جو
بدن میں پھونکی گئی ہے جو بدن کی مدبر
ہے اور اس کی حس وحرکت کے ارادہ
کرنے والی ہے اور وہی افراد جزئیہ میں
مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جس کا
ہم نے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد
کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ چھپا ہوا
نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات
کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے
روح کے اور تعبیر کیا اسنے اپنے سوال سے
میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ
وروحہ سر حقیقی اور یہ اس واسطے کہ حقائق

الحقایق الجزئیة انما تنشاء من حیث تتعین الارواح الکلیة ولا یخفی اما فی التعبیر عن المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم الی حقیقة هذا المستفید بالسر الذی یفهم منه الخفاء والمصدریة للاوثار والکمالات وتعین الاستدادات مستمرا دائما علی نمط واحد من الحسن والبراعة وعبر عنه سواله ومیراثه بحسب الکمالات التی ورثتها الحقیقة المحمدیة وان لم تظهر الا فیما دون تلک المرتبة بقوله وحقیقته جامع عوالمی وذلک لان الاکملیة بهذا الوجه تلازم ظهور رقائق کثیرة بازاء النشات الخارجیة کل رقیقة اجمال نشاة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم فی هذه المرتبة الی حقیقة المستفید صورته جمع العوالم بهذا المعنی اجعل ذلک کذلک بتحقیقک والتحقیق جعل الشیٔ متحققا فی الخارج والمراد منه الفیض المقدس ولا یخفی ما فی وضع المظهر مکان المضمر من

جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہیں اس جائے سے کہ جہاں متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ نہیں وہ شے کہ بیچ تعبیر مدد کے ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار وکمالات اور تعین استعداد مستمر ودائم نمط واحد پر حسن وبراعیت ہے اور تعبیر کیا اس سے سوال اس کا میراث اس کی موافق ان کمالات کے جس کی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی مگر بیچ سوائے اس مرتبہ کے جو اس کا قول ہے وحقیقت جامع عوالم ہے اور یہ امر اس لیے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے ظہور رقایق کثیرہ کے بمقابلہ نشاۃ خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے ایک نشاۃ کا اور اس کے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس کی صورت جمع عوام ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذلک کذلک۔ بتحقیقک اور تحقیق گردانا شئے کا متحقق ہے خارج میں اور مراد اس سے فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر میں کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے

الاشعار بان التحقيق صادر منه
من جهة كونه حقا اى متحققا
بذاته محققا لغيره واول الاشياء
فانه وجود الموجودات وماهية
الماهيات **تحقيق** للعارف
وصول الى الذات ووصول الى
الاسماء والتجليات سواء قلنا
بان الوصول الى الذات علم بها
وادراک لها اولا وما يوهم
خلاف ما ذكرنا من كلام
المتحققين فى هذه المسئلة
فمعناه نفى العلم والاحاطة
لانفس الوصول وتفصيله ان
السالک اذا وصل الى الحقيقة
التى يعبر عنها بانا وجرّدها عما
دونها ووقع له التفات الى
التحقيق والتقرر والوجود واصل
ذلک كله الوجود المطلق وله
تنزلات شتى وملابس كثيرة
فيعرف فى ضمن هذا الالتفات
كل تنزل ولبسة لحاسة ذلک
التنزل وتلک اللبسة فلا يدرک
المثال الا بالمثال ولا الروح الا
بالروح وهكذا يرجع متصاعدا
حتى يدرک الحقيقة التى لا
حقيقة وراءها بتلک الحقيقة

اس سے بسبب اس کے ہونے کے حق
یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور اول اشیاء
پس بیشک وہ وجود الوجودات وماہیت
الماہیات ہے **تحقیق** عارف کو ذات اور
اسماء تجلیات تک پہنچنا برابر ہے اس کے
جو کہا ہم نے کہ وصول الی الذات اعلم
ذات اور اس کا ادراک ہو یا نہ ہو اور وہ جو
وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف
محققین کے کلام سے اس مسئلہ میں تو اس
کے معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ
نفس وصول کی اور اس کی تفصیل یہ ہے
کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے طرف
حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت
انا ہے اور وہ حقیقت مجرد کردیتی ہے
اپنے ماسوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے
التفات طرف تحقیق وتقرر ووجود کے اور
اس سب کی اہل وجود مطلق ہے اور اس
کی واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں
کثیر پس پہنچانتا ہے اس التفات کی ضمن
میں ہر تنزل وہر لباس کی ساتھ حاسہ اس
تنزل اور اس لباس کے تو نہیں ادراک
ہوتی مثال مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر
ساتھ روح کے اور اسی طرح رجوع کرتا ہے
صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ دریافت کرتا
ہے اس حقیقت کو کہ اس کے پرے ہے
کوئی اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس
حقیقت کے بعینہا پس وہاں وصول ہے

بعینها فهذک وصول ولیس هناک علم الا بانا ولا ادراک الا بانا وما احسن قول الشیخ العارف عفیف الدین التلمسانی مشیر الی هذه النکتة **شعر**
دعوا منکری فوری بها یتفطروا+ بحق لهایتک القلوب انفطارها
وماذا علی من صار خالا لخذها+ اغار ابوها ام تنبه جارها +
فالکمل یتحقق لهم الوصول الی الذات بالفعل وکذلک باصول الاسماء والتجلیات فناء وبقاء وتحقق لا یجوز ان یکون لهم حالة منتظرة فی ذلک نعم بعد ذلک احکام خاصة بکل نشاة من النشات بعتورها الانسان مرة بعدی مرة وکانه قد احاط بها اجمالا فی دینک الوصولین وما بقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر متناهیة بهذا المعنی **تحقیق**
اعلم ان الاول جل مجده یعلم الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی: بیانه انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان العلم بالعلة التامة یکفی فی العلم بالمعلول وهذه الاشیاء هنالک موجودة بوجود الهی لا

اور علم نہیں وہاں مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی جو اشارہ کرتے ہیں اس نکتہ کی طرف **شعر**
دعوا منکری فوزی بها یتفطروا + یحق لهایتک القلوب انفطارها وما ذا علی من صار خالاالخذیا + اغار ابوها ام تنبه جارها- پس کاملوں کے واسطے وصول متحقق ہے طرف ذات کے بالفعل اور اسی طرح ساتھ اصول اسما اور تجلیات کے فنا و بقا و تحققاً نہیں جائز یہ کہ ہو ان کے واسطے حالت منتظرہ اس امر میں ہاں اس کے بعد احکام خاص ہیں ہر نشاء کے نشات میں سے کہ برتتا ہے ان کو انسان ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کرلیا ان کا اجمالاً دونوں وصولوں میں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملوں کی ترقیات کو انتہا نہیں اس معنی سے-
تحقیق اب جاننا چاہیئے کہ تحقیق اللہ جل مجدہ کو اول علم اشیاء ہے دو وجھوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے اس کا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا واسطے نظام وجود کے اس واسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیاء وہیں موجود ہیں ساتھ وجود الہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے

بوجود امکانی لانِ کل شیٔ انما تحقق بتحقیق الواجب له وانما وجد بایجاد الواجب ایاه فبازاء کل شیٔ کمال الواجب واقتضاء وهذه الکمالات مبداء صدرو هذه الاشیاء وکنه حقائقها فکل کمال یقتضی شیئا بخصوصه وکل شیٔ یحتاج الی کمال بخصوصه کان هذه الکمالات ولاشیاء امر واحد غیر ان هذه لوازم الواجب واعتبار انه الذاتیة بمنزلة العلم والقدرة والحیاة وتلک معلولات له صادرة منه وثانیهما الوجه التفصیلی بیانه ان کل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا یکون معلولا لا یمکن ان یتحقق ولیست حاجة هذه المعلولات الیه تعالی مثل حاجة لبناء الی البنّاء بل حاجتها واصل تقرورها وجوهرها وتحقیقها وتقومها مستمرة ما دامت موجوذة وایجاده لها وتحقیقه ایها هو کنه وجودها وتحققها لا غیر وانما منشا امتیاز الماهیات بعضها من

اس لئے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے بتحقیق واجب لہ کے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات مبدا ہیں ان اشیاء کے صدور کا اور کنہ ہیں ان کے حقایق کا تو ہر کمال مقتضی ہے کسی شے کا بخصوصہ اور ہر شے محتاج ہے طرف کسی کمال کی بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیاء امر واحد ہیں سوا اس کے کہ یہ لوازم واجب سے ہیں اور اعتبارات اس کی ذاتیہ بمنزلہ علم کے ہیں اور قدرت اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اس کے کہ صادر ہوتی ہیں اس سے اور دوسری وجہ ان میں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل کی تقرر اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور ایجاد واجب کا ہے واسطے ان کے اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے ان کے وجود کا اور ان کے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز

بعض امتياز بعض الخاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصورة محلها يقتضى حضور الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى الاشياء بتلك الاشياء بصورها المرتسمة فى الواجب وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكانى سواء فى ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء الا فى المفروضات التى لا تحقق لها الا فى فرض الفارض كانياب الغور فتدبر الكلام حق التدبير **مشهد آخر** اعلم ان الملل والمذاهب بالحقيقة يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر فى وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له فتاملنا حقيقة هذا الواقع الذى ان وافقة الشئ كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلى والآخر دقيق يرى من بعد اما الجلى فان يكون

ہے بعضے اقسام ایجاد کا اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت کا اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیاء کا واسطے اپنی فاعل کے پس جانتا ہے اول اللہ اشیاء کو ساتھ ان اشیاء کے نہ ان کی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم واجب کا واسطے ان کے ساتھ ان کے وجود امکانی کے ہے برابر ہے اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ حاجت نہیں وسط میں لانے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہیں اشیاء کی صورتوں میں مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے مگر فرض کرنے والے کے عندیہ میں جیسے دیو کے دانت پس غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اس کے غور کرنے کا **مشہد آخر** جاننا چاہیئے کہ ملتیں اور مذاہب وصف کی جاتی ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے پس ہم نے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہو وہ اس شے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو ہم نے دو معنے پائے ایک نور ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک کہ بعد میں معلوم ہوں گے تو ظاہر روشن تو یہ

كل مسئلة من الاعتقاديات
مطابقة لما عليه المعتقد فی
الخارج مثلا يحكم بان الله
يسخط ويغضب ويكون الامر
كذلك وبان الحشر الجسمانی
كائن وهو كذلك وكل مسئلة
مما يحكم فيها بوجوب وحرمة
مطابقة لما عليه الامر المنعقد
فی الملاء الاعلی مثلا يحكم
بان الصلواة واجبة ويكون فی
الملاء الاعلی نازل مثالی من
قضاء مضمونة تحسين من تلبس
بها وكونها مستلزمة ترقيه
تشبثت بذيل نسمته فی الدنيا
والآخرة وتكفير هيآت ظلمانية
عن نسمته حاصلة من قبل
الاستغراق فی الاحكام البهيمية
كما يستلزم اكل الزنجبيل
تسخين البدن واذالة البرودة عنه
فهذا النازل هنالک مطابق
للحكم بوجوبها وكل مسئلة فيها
توقيت او تحديد مطابقة لقواعد
الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات
الخمس وتحديد الزكواة بمائتی
درهم وبالحول ويكون بحيث

نہیں کہ اگر ہو ہر مسئلہ اعتقادیات سے
مطابق واسطے اس شئے کے جس پر اعتقاد
کیا ہے خارج ہیں مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ
خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے
امر یوں ہیں اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی
ہونے والا ہے اور یوں نہیں ہے اور جو
مسئلہ ہووے کہ اس میں حکم وجوب
وحرمت وحریت ہو مطابق واسطے اس چیز
کے کہ جس پر منعقد ہے امر ملاء اعلیٰ میں
مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے اور ہو بیچ
ملاء اعلیٰ کے نازل امثالی ادائے مضمون
اس کی تحسین اس شخص کہ جو متلبس ہو
اس سے اور اس کا ہونا مستلزم ہو انسان کی
ترقی کا چنگل مارنے سے اس کے دامن
تسمیہ میں بیچ دنیا و آخرت کے اور تکفیر
ہیبت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیبت
ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے
احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا
کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت
کو انسان سے تو یہ نزول وہاں مطابق ہے
واسطے علم اس کے فرضیت کے اور جو
مسئلہ کہ اس میں توقیت ہو یا تحدید مطابق
واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ
وقت اور زکوٰۃ کو دو سو درہم اور برس بھر
گذرنا اور ہوا اس حیثیت سے کہ ثابت ہو

يثبت بين الاصل وبين هذه الاشياح وجود تشبيهی فی مدارک الملاء اعلی فيكون هذا ذاک وذاک هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلک قبل انها حقة وكذلک معنی حقيقة المذهب ان يكون احكامه مطابقة لما قاله رسول الله صلی الله عليه وسلم فی نفس الامر ولما كان عليه القرون المشهود لها بالخير وان كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية فحقيقتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب الظن بان النبی صلی الله عليه وسلم لو تكلم فی المسئلة لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج والاستنباط ظاهرا لا يريب فيه المحيط باساليب الكلام ومقاصد الشارع فی شرع الاحكام فهذا معنی حقيقة المذاهب واما الدقيق الذی يری من بعد فان يكون الحق علم جمع شمل امة من الامم بان يلهم

درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی مدارک ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہ ہے اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا کہ ملت حق ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذاہب کے ہیں کہ ہوئے احکام مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس چیز کے اس پر ہیں وہ قرون جن کے واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا جس میں نہ نص ہو اور نہ روایت تو اس کی حقیقت محتاج قرائن کی ہے جو موروث ہوں غالب ظن کے ساتھ اس طرح کی کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یوں ہی فرماتے اور یہ کہ وجہ اس کے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کی شک نہ کرے وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام کے پس یہ معنی ہیں حقیقت مذہب کے اور وہ جو دقیق و باریک معنی ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے جانا کسی امت کے چھوٹی ہوئی کو ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی برگزیدہ

مصطفی من عباده باقامة ملة
من الملل فیصیر خادما لارادة
الحق منصبة بظهور تدبیره ووکرا
لفیض مدده الغیبی فیقال فیه
من اطاع هذا العبد فقد اطاع
الله ومن عصاه فقد عصی الله
فصار الرضی مقصورا فی
موافقة هذا التدبیر والسخط فی
مخالفته ومنافاته واذا کان
کذلک صار احکام الملة جمیعا
حقة والمنظور فی وصفها
بالحقیة حینئذ ظهو التدبیر
الالهی فی هذا الشبح لا غیر
وکذلک المذهب ربما یکون
العنایة المتوجهة الی جفظ ملة
حقة متوجهة بحسب معدات الی
حفظ مذهب خاص بان یکون
حفظة المذهب یومئذهم القائمین
بالذب عن الملة او یکون
شعارهم فی قطر من الاقطار هو
الفارق بین الحق والباطل
فحینئذ ینعقد وجود تشبیهی فی
الملاء الاعلی والسافل بان ملة
هی هذا المذهب.

کو اپنے بندوں میں سے واسطے اقامت کسی
ملت کے کہ وہ برگزیدہ خادم ہوا ارادہ حق
کا اور منصبہ ہو اس کے ظہور و تدبیر کا اور
اشیان ہو اس کے فیض مدد غیبی کا جس کو
کہا جانے کہ جس نے اس کی اطاعت کی
اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے
اس کی نافرمانی کی اللہ کے نافرمان کو اور ہو
رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور
غضب اس کی مخالفت اور منافات پر اور
جب امر اس طرح ہو تو ہوں گے احکام
ملت کے سب کے سب حق اور اس
وقت اس کے حق کہنے میں منظور ظہور
تدبیر الٰہی ہے بیچ اس جسم وقالب کے نہ
سوا اس کے اور اسی طرح مذہب ہے کہ
اکثر اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے
حفظ ملت حقہ کی متوجہ بحسب معدات کے
طرف حفظ مذہب خاص کے اس طرح سے
کہ نگہبان مذہب کے اس دن سوتی ہیں
قائم واسطے برائی دور کرنے کے یا ان کا
شعار ہوتا ہے اطراف کے کسی طرف میں
فارق درمیان حق و باطل کے تو اس وقت
منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہی ملاء اعلیٰ میں یا
ملاء سافل میں ساتھ اس طرح کے کہ ملت
یہی مذہب ہے۔